MTA کی برکات اور اس کے دوررس نتائج

مسلمانوں کے حالات پر تبصرہ اور دنیا کے لئے امن کا پیغام

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍ جنوری ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جب سے ٹیلی ویژن کے ذریعہ جماعت احمدیہ عالمگیر سے رابطہ قائم ہوا ہے جمعہ جو پہلے ہی پیارا لگا کرتا تھا اور بھی زیادہ پیارا لگنے لگ گیا ہے اور یہ صرف میرا حال نہیں سب دنیا میں تمام جماعت احمدیہ کے افراد، مردوں، عورتوں، بڑوں، چھوٹوں کا ایک ہی حال ہے، کثرت سے ایسے خط مل رہے ہیں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں تو اب جمعہ کا ایسا انتظار رہنے لگا ہے جیسے پہلے کبھی نہیں تھا، یہ تعلق دوطرفہ ہے۔ یکطرفہ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس پہلو سے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ یہ جماعت بے مثل ہے۔ دنیا کی کوئی جماعت ایسے گہرے دوطرفہ تعلق کی کوئی مثال دنیا میں پیش نہیں کرسکتی اور پھر اتنے وسیع پیمانہ پر کہ پانچ براعظموں میں 120 سے زائد ملکوں میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جمعہ کے دن جس محبت سے بیک وقت احمدی دل دھڑک رہے ہوتے ہیں یہ ایک عجیب نشان ہے جو اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے حق میں ظاہر ہوا ہے کیونکہ کوئی جھوٹا عالمی پیمانے پر انسانوں کی للّٰہی محبت کرنے والی جماعت پیدا نہیں کرسکتا۔ یہ ناممکن ہے للّٰہی محبت کی کچھ اور تشریح بھی ضروری ہے۔ میں جب جمعہ پر آتا ہوں اور میں اپنی چشم تصور سے دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ فلاں جگہ احمدی دیکھ رہے ہوں گے، فلاں جگہ

دیکھ رہے ہوں گے، ربوہ میں فلاں فلاں جگہ اس طرح لوگ اکٹھے ہوں گے۔ احمد نگر میں وہ غیر احمدی زمیندار بھی جنہوں نے آنکھیں پھیر لی تھیں اور تعلق توڑ لئے تھے۔ وہ بھی وہاں اکٹھے ہو گئے ہوں گے اور لالی قوم سے اگر چہ بہت تعلقات تھے لیکن آنکھیں پھیرنے میں بھی یہ بڑی ماہر ہے اور ان کی لالی سرخی کی لالی کی طرح ہونٹوں پر اور گالوں پر رہتی ہے دل پر اثر نہیں کرتی لیکن اب سنا ہے وہ بھی آنے لگ گئے ہیں اور وہاں ایک بہت غریب سے آدمی لالہ تھے۔ ایک اچھے بااثر انسان کے باپ، لیکن خود غریب وہ تو شاید فوت ہو چکے ہیں لیکن یہ سارے لوگ چشم تصور میں سامنے آتے ہیں۔ ہمارا رحماں جو احمد نگر میں میرے فارم پر کام کیا کرتا تھا اس کو بھی کوئی پکڑ کر لائے اور کسی دن دکھائے کیونکہ اس کا ایک دفعہ خط ملا تھا کہ میں تو ترس گیا ہوں آپ ضرور واپس آئیں، وہ کافی بوڑھا ہو چکا ہے۔ پھر ایک شاید بابا معراج موچی ہوا کرتے تھے جو لائبریری کے باہر پرے بیٹھا کرتے تھے ان سے محبت کا بہت دیرینہ تعلق تھا۔ وہاں سے سائیکل پر جاتا تھا تو ہر دفعہ تو نہیں مگر اکثر روک لیا کرتے تھے اور جب تک مل کر سلام کر کے نہ گزروں وہ ٹیکس ادا کئے بغیر مجھے جانے نہیں دیتے تھے وہ تو اب فوت ہو گئے ہیں لیکن ایسے کئی تھے جو اب اکٹھے ہو رہے ہوں گے اور اس وقت دیکھ رہے ہوں گے۔ تو یہ جو للّٰہی تعلق ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے اور للّٰہی تعلق کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ تعلق جس سے ہو وہاں ٹھہر نہیں جاتا بلکہ خدا کی خاطر ہے آخر خدا تک پہنچتا ہے۔ اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے **اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ** کی تعلیم دی ہے (بخاری کتاب الایمان حدیث نمبر: ۲۰۳۴۱) جو پیر ہیں ان سے تو یہ تعلق ہوتا ہے کہ پیر کے پاس پہنچا اور اسی کا ہو رہا لیکن جو محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہ قبلہ نما رنگ اختیار کر جاتی ہے۔ جس سے پیار ہو تو چونکہ وہ اللہ کی خاطر ہوتا ہے اس لئے وہاں کھڑا نہیں ہو جایا کرتا بلکہ اس سے آگے اس سے اوپر کے درجہ کے اللہ والوں کی طرف وہ پیار بڑھتا اور پھر ان سے ہوتا ہوا آخر خدا پر جا کر منتج ہوتا ہے۔

پس وہ محبت جو مجھ سے ہے وہ میری ذات سے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے اس زمانہ میں یہ محبت پیدا ہوئی۔ پس مجھ سے آگے سفر کرتی ہے میرے دل پر ایک نقش پا چھوڑ جاتی ہے جو مجھے بہت ہی پیارا ہے لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتی ہے۔ اور آپؑ کے دل پر نقش چھوڑتی ہوئی پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے اور آپؐ وسیلہ ہیں اور قرآن کریم نے جو وسیلہ فرمایا تو مطلب یہ ہے کہ کسی محبت کو بھی اپنی ذات تک نہیں رہنے دیتے تھے

خدا کی امانت تھی اور وہ محبت وہاں سے رخصت ہو کر اپنے پیار کا اظہار پیچھے چھوڑتے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو جاتی تھی۔ تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ:۱۵۷) بھی دراصل الحب فی اللہ کی ایک تفسیر ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو جو یہ محبت ہے ایسی محبت دنیا میں کسی کو کسی سے نہیں ایک عجیب عالمگیر منظر ہے جس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی اور اسی محبت کو ہم نے انسانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اسی کی محبت کے رشتہ میں سب دنیا کے انسانوں کو پالنا ہے یہ ہمارا مقصد اعلیٰ ہے جس کی خاطر ہم پیدا کئے گئے اور اس مقصد کو پورا کئے بغیر جماعت احمدیہ کی تعمیر کی غرض پوری نہیں ہوتی اور یہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ پس محبتوں کو پھیلاتے رہیں اور للّٰہی محبتوں کو پھیلاتے رہیں۔

اس ضمن میں میں خصوصیت سے اہلِ ربوہ اور پاکستان کے ان دیہات کو جن کے متعلق رپورٹیں مل رہی ہیں کہ دن بدن شوق بڑھ رہے ہیں اور ذاتی Antenas بھی لگ رہے ہیں اور جماعتی بھی لگ رہے ہیں۔ ایسے لوگ جنہوں نے مقامی خطبۂ جمعہ بھی چھوڑ دئے تھے۔ وہ دوڑ دوڑ کر آتے ہیں اور وہ جو احمدیت کے کنارے تک پہنچ گئے تھے وہ تیزی سے مرکز کی طرف بڑھ رہے ہیں جب یہ رپورٹیں ملتی ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ یہ تعلق اور بھی بڑھیں اس لئے میں جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ کثرت سے کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ احمدی خواہ عجوبہ کی خاطر ہی آجائیں ایک دو دفعہ آجائیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہ یہیں کے ہو رہیں گے پھر واپس نہیں جائیں گے۔

اب بھی ربوہ سے جو رپورٹ مل رہی ہے اس کے مطابق جتنی تعداد میں جمعہ پر پہنچا کرتے تھے اس سے زیادہ تعداد میں اب یہاں آنے لگے ہیں لیکن للّٰہی محبت کی خاطر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ لوگ جمعہ پر نہ جانا شروع کریں تو میرا دل خوش نہیں ہوگا یہ بھی خطبہ ہے یہ بھی دین کا کام ہے۔ دین سے محبت کی خاطر اگر آئیں اور دین کے فرض سے غافل ہو جائیں تو یہ میرے لئے خوشی کی نہیں بلکہ سخت فکر کی بات ہوگی اور اس میں مخفی شرک کا ایک پہلو مجھے دکھائی دے گا اور واقعۃً اگر ہم اپنے نفوس کا تجزیہ کریں تو اس طرح ہم اپنی نیتوں کو پہچان سکتے ہیں۔ پاک نام پر نیتیں چلتی ہیں لیکن بعض دفعہ بدیاں ساتھ لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ پس دنیا میں جہاں بھی کوئی احمدی میری محبت کی خاطر جو آغاز ہے انجام نہیں خدا کی طرف حرکت کی ایک منزل ہے آخری منزل نہیں اس وجہ سے خطبوں پر

آنے شروع ہوئے ہیں۔ اب ان کو اپنی للٰہی محبت ثابت کرنے کی خاطر ہر نیکی کے کام پر لازماً پہنچنا ہوگا۔ جمعہ سے شروع کریں اور پھر پانچ نمازوں پر مسجدوں میں حاضری دیں تب میرا سینہ ٹھنڈا ہوگا۔ تب یہ ساری عالمگیر جماعت واقعۃً للّٰہی محبت کرنے والی جماعت شمار ہوگی۔ یعنی خدا کے حضور ایک للٰہی محبت کرنے والی جماعت لکھی جائے گی۔ میں جانتا ہوں انسانوں میں کمزوریاں ہیں مختلف قسم کے درجے ہیں اور نیکی ایک دم دل میں جڑ نہیں پکڑ جایا کرتی۔ بیج اگر اخلاص کے ساتھ بویا جائے اور اس کی آبیاری کی جائے اور نیکی کے بیج کی آبیاری دعاؤں اور آنسوؤں کے ساتھ ہوا کرتی ہے تو پھر نیکی بڑھتی ہے، پھلتی ہے، پھولتی ہے اور پھیلتی ہے اور درخت بنتی ہے جس کی شاخیں بعض دفعہ ایک ایک درخت کی شاخیں عالمگیر ہو جاتی ہیں تو یہ وہ بیج ہے جو اب دلوں میں بوئے جارہے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت ان کی آبیاری اپنی دعاؤں سے اور آنسوؤں بھری دعاؤں سے کرے گی۔

اس کے بعد میں عالم اسلام کے لئے ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ عالم اسلام پر بہت سخت دن ہیں اور ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ ہندوستان پر نظر ڈالیں تو اس طرح ظالمانہ طور پر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور گھروں سے بے گھر کئے جارہے ہیں۔ لُوٹے جارہے ہیں اور ہر طرح کے مصائب اور مظالم ان پر روا رکھے جارہے ہیں۔ ایسی دردناک کہانیاں ہیں جو اخباروں سے بہت زیادہ ان آنکھوں دیکھے حالات کی صورت میں مجھ تک پہنچ رہی ہیں۔ جو احمدی خطوں میں بھیج رہے ہیں۔ وہ روئیداد جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کس طرح واقعات ہوئے کس طرح غریبوں کے بچے آگوں میں پھینکے گئے، کس طرح تلاش کر کر کے مسلمانوں کو مارا گیا، کس طرح ہندوستانی فوج اور پولیس نے کرفیو لگا کر مسلمانوں کو نہتا کیا اور غیروں کو موقع دیا کہ وہ حملہ کریں اور گھروں کی نشاندھی کی گئی۔ بہت ہی دردناک اور خطرناک واقعات ہیں جن کو پڑھتے ہوئے روح پگھلتی اور آستانۂ الوہیت پر پانی بن بن کر گرتی ہے اور کچھ پیش نہیں جاتی۔ بے اختیاری کا عالم ہے، سوائے دعا کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ ہم ان بھائیوں کی کوئی مدد کر سکیں پھر جب بوسنیا پر نظر پڑتی ہے تو اتنا دردناک منظر ہے کہ یہاں ہندوستان میں تو 11 کروڑ سے بھی زائد مسلمان ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا تھا کہ اگر سارے ہندوستان کے ہندو مل کر بھی

فیصلہ کرلیں کہ ان کو ہندوستان سے ملیا میٹ کردینا ہے تو نہیں کرسکیں گے یہ ناممکن ہے اتنی بڑی بڑی عظیم قومیں اس طرح مٹا نہیں کرتیں اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ صلح کے ساتھ، محبت کے ساتھ، انسانی قدروں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا سیکھو تمہارا اپنا فائدہ ہے، ملک کا فائدہ ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ نصیحت آج سے قریباً ۸۰ برس پہلے یا اس کے لگ بھگ ہوئی کیونکہ یہ آخری پیغام صلح تھا۔ جس میں آپ نے یہ نصیحت فرمائی اور جو آپ کی وفات کے بعد رسالہ کی صورت میں شائع ہوا۔ تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں تو نہیں مٹائے جاسکتے نہ انشاء اللہ مٹائے جاسکیں گے لیکن بوسنیا میں تو یہ خطرہ بھی لاحق ہوگیا ہے کہ پوری مسلمان قوم کو بوسنیا کے ملک سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور یورپ میں ٹرکی کے ایک کنارے کے علاوہ جو تنہا ایک اسلامی حکومت رہ گئی ہے اس کو یورپ کے نقشے سے مٹا دیا جائے۔ لیکن یہاں بھی آپ اعداد وشمار کی صورت میں جو واقعات اخباروں میں پڑھتے ہیں وہ اور بات ہے اور جو قصے بھی بوسنین سناتے ہیں اپنی آنکھوں دیکھے حال بتاتے ہیں ان کو سننا بالکل ایک اور بات ہے۔ سارے یورپ میں جماعت احمدیہ کا بوسنیا کے مہاجروں سے رابطہ ہے اور بڑھ رہا ہے اور اس قدر وہ پیار کے بھوکے ہیں کہ محض محبت کے ساتھ ان سے ملنے جانا ہی ان کے لئے ایک عجیب واقعہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ساری انسانیت کے دھتکارے ہوئے لوگ ہیں اور جو واقعات وہ سناتے ہیں اور جس طرح پورے خاندان کے خاندان ختم کئے گئے ہیں اور بعض انتہائی بہیمانہ حرکتیں ماؤں اور باپوں کے سامنے ان کی اولادوں سے کی گئیں وہ ایسی کہانیاں ہیں کہ ان کا کم سے کم میرے لئے کچھ دیر سننا بھی ناممکن ہے، پڑھنا بھی ناممکن ہے۔ کچھ دیر میں پڑھتا ہوں اور اس کے بعد اعصاب بھنّا جاتے ہیں۔ ناممکن ہو جاتا ہے کہ مزید اس بات کو پڑھ سکوں یا جو لوگ واقعات سناتے ہیں ان سے مزید سن سکوں ان کو میں روک دیتا ہوں لیکن ایک ایسی ویڈیو ملی ہے جس کی میں ان لوگوں سے اجازت لے رہا ہوں جن لوگوں نے وہ ویڈیو بنائی ہے اگر وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم جماعت کے ذریعہ ساری دنیا میں تمام دنیا کے انسانوں کو وہ ویڈیو دکھائیں اور بتائیں کہ کس قدر خوفناک ظالمانہ کارروائیاں مسلمانوں کے خلاف روا رکھی جارہی ہیں اور یورپ صرف باتیں کررہا ہے، امریکہ صرف زبانی ہمدردی کے قصے کررہا ہے۔

ایک طرف یہ عالم ہے دوسری طرف عراق پر جو گزر رہی ہے۔ عراق کے خلاف نہایت

ذلت آمیز سلوک یونائیٹڈ نیشنز کے نام پر بار بار ہو رہا ہے۔ اگر اس کا سب سے بڑا جرم قرار دیا جائے تو اس کا ایٹم بم بنانے کی کوشش کرنا ہے اور اسرائیل نے ایٹم بم کے اتنے ہتھیار جمع کر رکھے ہیں اور اتنے خوفناک ہیں کہ ایک وقت میں وہ روس کی عظیم طاقت کو چیلنج کر رہا تھا اور روس کو کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے ہمیں ترچھی آنکھ سے دیکھا تو تمہارے سارے بڑے شہر ہمارے نشانے پر ہیں، لیکن اس طرف سے آنکھیں بند ہیں۔ اگر کہو کہ عراق نے اپنے علاقے کے باشندے مسلمانوں پر ظلم کئے ہیں، شیعوں پر ظلم کئے ہیں یا کردوں پر ظلم کئے ہیں تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی تمہیں ایسی ہمدردی ہوگئی جن کو مٹا کر ملیا میٹ کرنے کا کوئی وہم وگمان بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ظلم کئے ہیں تو اس سے بہت زیادہ ظلم دوسری جگہوں پر ہر قوم اپنے ہم قوموں سے کر رہی ہے اور کرتی چلی جارہی ہے۔ سارے عالمی نقشے پر نظر ڈال کر دیکھیں اس وقت، وقت نہیں ہے، مگر میں ایک کے بعد دوسری مثال دے سکتا ہوں کہ ایک قوم اپنے ہم قوموں، ایک ملک اپنے ہم وطنوں سے کیا سلوک کرتا ہے اگر خدا تعالیٰ نے امریکہ کو ساری دنیا کا تھانیدار بنایا ہے تو پھر ہر جگہ پہنچے لیکن بوسنیا ان کو دکھائی نہیں دے رہا، بوسنیا میں بھی تو مسلمان بستے ہیں یا ایک حصہ میں بستے تھے جہاں سے کلیۃً نکالے جاچکے ہیں لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ بار بار جو عشق کودتا ہے تو عراق کے شیعوں کا عشق کودتا ہے جو عراق کے علاقے میں ہیں۔ لیکن جو ترکی کے علاقے میں ہیں ان کا کوئی فکر نہیں حالانکہ میں نے خود یہاں برٹش ٹیلی ویژن پر ترکی کے تابع کردوں سے متعلق فلم دیکھی اس فلم کو دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیسے کیسے مظالم ان پر کئے گئے ہیں کہ ان کی تہذیب مٹانے کے لئے اور ان کی ایک الگ زندہ حقیقت کو ہمیشہ کے لئے ان کے ذہنوں سے محو کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اپنی زبان تک بولنے کی اجازت نہیں میں نہیں جانتا کہ وہ باتیں کس حد تک سچی ہیں لیکن مغربی ذرائع ابلاغ نے خود دنیا کو دکھائی ہیں۔ وہاں بھی تو کرد بستے ہیں ایک کرد سے ایسی محبت اور دوسرے کرد سے ایسی دشمنی۔ پھر یونائیٹڈ نیشنز کی خلاف ورزی کا الزام ہے اور بار بار مغرب میں ہر جگہ ٹیلی ویژن پر آج کل دکھایا جا رہا ہے کہ ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں یونائیٹڈ نیشنز کے وقار کو ٹھوکر لگی ہے اتنا عظیم ادارہ جو اس شان کے ساتھ اب دوبارہ ابھرا ہے۔

اگر اس کے ریزولیوشنز کی اس طرح بار بار تحقیر کی جائے تو اس کے وقار کو ٹھوکر لگے گی لیکن

صدام باز نہیں آرہا۔ ایک کے بعد دوسری گستاخی، دوسری کے بعد تیسری گستاخی اور اسرائیل نے 47 ایسی گستاخیاں کیں اور ایسے ایسے ریزولیوشنز کو اس نے پاؤں کی ٹھوکر کے ساتھ دھتکارا ہے جیسے کوئی انسان ذلیل کتے کو جوتی کے ساتھ مارتا ہے اور اس نے کہا کہ مجھے تمہاری کوئی بھی پرواہ نہیں ہے کرتے جاؤ ریزولیوشنز میں قبول نہیں کروں گا لیکن یونائیٹڈ نیشنز کی غیرت وہاں نہیں کودی، نہ جاگی، نہ اس میں کوئی حرکت، کوئی تموّج پیدا ہوا اور امریکہ ان باتوں کی طرف جانتے ہوئے بھی دھیان نہیں کرتا، اس طرف نگاہ ہی نہیں جارہی۔ یہ سارے مظالم دن بدن عالم اسلام کو چنگل میں جکڑتے چلے جارہے ہیں اور بے حسی کا یہ عالم ہے کہ مسلمان لیڈر ان ظالموں کے ساتھ ہیں جو مسلمانوں پر ظلم کررہے ہیں اور کوئی غیرت نہیں ہے جو ان کے دلوں کو جھنجھوڑے، ان کے ضمیر کو بیدار کرے لیکن سوال صرف یہ نہیں ہے سوال عقل کا ہے، جہاں غیرت ہے وہاں عقل کا فقدان ہے اس قدر بیہودہ اور بیوقوفوں والا ردعمل دکھایا جاتا ہے کہ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جس کے نتیجہ میں لازماً مزید نقصان پہنچتا ہے۔ **میں نے اپنے ایک خطبہ میں نصیحت کی تھی کہ اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی حکومت، اسلامی حکومت کا نام چھوڑو اور اسلام نے انصاف کی حکومت کا جو تصور پیش کیا ہے اس کو پکڑو، ورنہ پھر دوسرے ممالک میں ہندو مذہب کی حکومتیں اور عیسائی مذہب کی حکومتیں جب قائم ہونا شروع ہوجائیں گی تو مسلمانوں کو کہیں کوئی جگہ نہیں ملے گی لیکن کوئی توجہ نہیں کی جاتی** اور واقعہ یہ ہے کہ اس احمقانہ رجحان کو لازماً کچلنا ہوگا۔ مذہب خدا کی طرف سے ہے اور اسلام سب سے زیادہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ ناممکن ہے کہ مذہب سچا ہو اور مذہب کے نام پر دوسرے انسانوں سے تفریق کی اجازت دے اس لئے جتنے مذاہب ہیں سب نے آغاز پر انسانیت کی تعلیم دی ہے، انصاف کی تعلیم دی ہے لیکن مذہب کے نام پر غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو قتل کرنا، ان کی عزتیں لوٹنا، ان کی جان مال کو نقصان پہنچانا یہ تو شیطانی تعلیم ہے، مذہبی تعلیم ہے ہی نہیں۔

پس مذہب کے نام پر ایسی حکومت جو دوسرے انسان کے حقوق غصب کرنے کی تعلیم دیتی ہو وہ غیر مذہبی، غیر اسلامی، غیر اصلاحی حکومت ہے۔ اس کا نام شیطانی حکومت ہوتا ہے پس جہاں بھی آپ مذہب کو غلط سمجھے ہیں وہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ لیکن ایک راہ نما اصول ہے جو کبھی دھوکہ نہیں

دے سکتا کبھی لغزش نہیں کھا سکتا۔ اللہ تمام کائنات میں قدرِ واحد ہے جس کے رشتے سے تمام رشتے درست ہو سکتے ہیں۔ اس رشتہ کو اگر نظر انداز کر دیں تو سب رشتوں میں زہر گھولے جائیں اور اس وحدت کا تقاضا یہ ہے کہ عالمی انصاف کی تعلیم دی جائے جو نہ ملکوں کو جانتا ہو۔ نہ مذاہب کو جانتا ہو، نہ رنگوں کو جانتا ہو، نہ نسلوں کو جانتا ہو۔ تمام دنیا میں قدر واحد ہو اور خدائے واحد و یگانہ کے نام پر انصاف کی تعلیم دی جائے اور انصاف کو سمجھا جائے اور اسے خدا کے نام پر حکومتوں میں نافذ کیا جائے تو یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو تمام دنیا کے ہر مذہب کو قابل قبول ہونی چاہئے۔ کوئی منطقی دلیل، کوئی جذباتی دلیل اس کے خلاف چل ہی نہیں سکتی۔

پس پاکستان میں عدل کی حکومت قائم کریں، سعودی عرب میں عدل کی حکومت قائم کریں، ایران میں عدل کی حکومت قائم کریں اور پھر دنیا کو اس نام پر اپنی حکومتوں کی اپنے طرز حکومت کی اصلاح کی دعوت دیں یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجہ میں دنیا میں اصلاح ممکن ہے اس کے بغیر تو جو فساد چل پڑے ہیں یہ آگے بڑھیں گے اور چلتے چلے جائیں گے۔

اس ضمن میں میں ایک یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں کہ میں نے یہ جتنی باتیں کہی ہیں ان کے نتیجہ میں مسلمانوں کے دلوں میں اشتعال پیدا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اشتعال جہالت ہے۔ اشتعال کے نتیجہ میں عقلیں ماری جاتی ہیں۔ وہی ردعمل دکھانا چاہئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور اسلامی تعلیم کا حسن یہ ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے جیسا کہ خدا کی کائنات میں کوئی تضاد نہیں ویسا ہی خدا کے کلام میں کوئی تضاد نہیں ہے اور تضاد کا نہ ہونا یہ تعلیم کے سچے ہونے کی قطعی نشانی ہے ایک طرف حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ **حب الوطن من الایمان** :(اسوہ انسان کامل صفحہ:۳۶۳) وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے دوسری طرف ایسے مسائل سامنے آتے ہیں کہ ایک وطن میں دوسرے اہل وطن کے خلاف ظلم ہو رہا ہے۔ ایک مذہب دوسرے مذہب پر ظلم کر رہا ہے وہاں آپس کے ان جھگڑوں کا فیصلہ کس اصول پر ہوگا کیا وطن کی محبت کا یہ تقاضا ہوگا کہ ظالموں کا ساتھ دیا جائے یا اگر ظالموں کا ساتھ نہ دیا جائے اور مظلوموں کا دیا جائے تو کیا یہ بات وطن سے غداری کے مترادف ہوگی۔ یہ بڑے گھمبیر مسائل ہیں جو دنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے خود بخود اٹھ کر نظر کے سامنے آتے ہیں اسلام جو یہ کہتا ہے کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان

مسائل سے کیسے نپٹتا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ ارشاد میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں ان سب مسائل کی کنجی موجود ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے محبت کرو اور اس کی مدد کرو۔ **انصر اخاک ظالما او مظلوما**۔ (بخاری کتاب الاکراہ حدیث نمبر: ۶۴۳۸) اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ وہ مظلوم ہو اب یہ حصہ سن کر ایک دم انسان کا ضمیر جھنجھوڑا جاتا ہے اور فوراً یہ ردعمل پیدا ہوتا ہے کہ ہیں! ظالم کی مدد؟ بھائی کی مدد تو ضروری ہے یہ بات تو سمجھ آجاتی ہے لیکن بھائی ظالم بھی تو ہو سکتا ہے پھر کیا کریں گے ہاں ظالم کی مدد کرو مگر ظالم کی مدد اس کے ظلم کے ہاتھ روک کر کرو۔ کتنی عظیم الشان تعلیم ہے جو عصبیت کی تعلیم کی بجائے اچانک ایک دم عالمگیر ہوتی ہوئی نظر آجاتی ہے۔ پہلا فقرہ سن کر لگتا تھا کہ عصبیت کی تعلیم دی جارہی ہے جب اس کی تشریح سنی تو یوں لگا کہ یہ تو ایک حیرت انگیز عالمگیر تعلیم ہے اس کے سوا انسانی مسائل کا حل ممکن ہی نہیں ہے۔

میں نے خدا کے فضل سے دنیا کے بہت سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے مگر ایسا خوبصورت موتی میں نے کسی اور سمندر میں نہیں پایا، ایسا عظیم الشان جوہر ہے جو اپنی چمک میں ایسی تابانی رکھتا ہے کہ کل عالم کو روشن کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اس تعلیم کو اگر دنیا میں جاری کیا جائے تو وطن کی محبت سے ٹکرائے بغیر انسان کی خدمت کی جاسکتی ہے اور ظلم کے خلاف احتجاج کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً **امریکہ کا احمدی جو اس وقت میری بات کو سن رہا ہے اس سے میں یہ کہوں گا کہ اپنی وطن کی محبت کو قربان نہ کرو لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے بھائیوں کے ہاتھ ظلم سے روکنے کے لئے جہاد کرو امریکہ جو غیر قوموں پر ظلم کر رہا ہے اور دن بدن زیادہ رعونت کا مظاہرہ کر رہا ہے اگر تم اپنے وطن سے محبت کرتے ہو تو سب سے پہلے تمہارا فرض ہے کہ تم امریکہ کے ہاتھ روکنے کی کوشش کرو اگر انگلستان کسی اور ملک پر ظلم کرتا ہے تو انگلستان کے احمدیوں کا فرض ہے اور اولین فرض ہے کہ وہ اس ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے بھائیوں کو بتائیں کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے ملک پر ظلم کا داغ لگے اور اس طرح ان کے ہاتھ روکنے کی کوشش کریں۔** امر واقعہ یہ ہے کہ اگر باہر سے ہزار آوازیں بلند کی جائیں تو امریکہ پر ایسا اثر نہیں پڑ سکتا جیسے امریکہ سے ایک آواز بلند ہونے پر پڑ سکتا ہے کیونکہ وہاں ابھی جمہوری قدریں زندہ ہیں وہاں آواز کی قیمت

ہے۔مگر بیرونی آواز کی نہیں اندرونی آواز کی قیمت ہے، بیرونی آواز کی قیمت تو اس وقت ہوا کرتی ہے جب ایک ملک کمزور ہو جب ملک طاقتور ہو اور اتنا طاقتور ہو جائے کہ طاقت کے نشے میں ہوش گنوا بیٹھے تو باہر کی آواز کی کوئی بھی قدرو قیمت باقی نہیں رہا کرتی ہے پھر اندر کی آواز ہی ہے جو کچھ اثر دکھا سکتی ہے۔پس یہ امر واقعہ ہے کہ باہر کی ہزار آوازوں میں وہ طاقت نہیں جو امریکہ کی ایک آواز میں ہے وہاں کے احمدیوں کو چاہئے کہ سارے ملک میں مہم شروع کر دیں۔

اور اپنے اہل وطن کو یہ تضاد کھول کر دکھائیں ان کو کہیں کہ تم نے ہمیں بدنام کر دیا ہے عالم میں ہماری ناک کاٹ دی ہے ہمیں غیر قوموں کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی توفیق باقی نہیں رہی اس لئے ہم سب ان پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہیں ورنہ اگر آئندہ ایسی حکومتیں ووٹ لینے کے لئے آئیں گی تو ان کو ووٹ نہیں دیئے جائیں گے۔طاقت ملی تھی، دنیا کے سامنے نیک کام کرنے کی توفیق ملی تھی اور امریکہ کے نام کی عزت بڑھانے کی توفیق ملی تھی، ایک نیا عالمی نظام واقعۃً پیدا کرنے کی توفیق ملی تھی۔ یہ ساری توفیقیں ظلم کی بھینٹ چڑھا دی گئیں ذاتی تکبر کے نام پر قربان کر دی گئیں کتنا بڑا ظلم ہے۔پس اس ظلم کے خلاف امریکہ کے احمدی کو احتجاج کرنا چاہئے اور اسی طرح ہندوستان کے احمدی مسلمان کو ہندوستان کے ہاتھ ظلم سے روکنے چاہئیں۔

ان کو باقاعدہ ہندوستان کی سطح پر ایک جدوجہد کرنی چاہئے اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انسانی قدریں واقعۃً مری نہیں ہوئیں یہ دب جایا کرتی ہیں شرافت کی آواز کا گلا ہمیشہ کے لئے نہیں گھونٹا گیا شرافت کی آواز اندر اندر ضرور بولتی رہتی ہے اندر کے کان سنتے ہیں لیکن باہر آواز نہیں جایا کرتی ایسا ماحول قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ شرافت کو تقویت ملے اس کی حوصلہ افزائی ہو وہ آواز جو انسان اندر سے سنتا ہے وہ باہر کے کان بھی سننے لگیں اور اس کے لئے بعض دفعہ قومی حالات کے بدلنے کے نتیجہ میں شرافت کی جرائتیں جاگ جایا کرتی ہیں بعض دفعہ بلکہ اکثر اوقات اگر بار بار نیکی کی تعلیم دی جائے اور اخبارات میں خطبوں کے ذریعہ یا دوسرے مضامین کے ذریعہ یا ریڈیو ٹیلی ویژن پر توفیق ملے تو اس پر اپنے خیالات کے اظہار کے ذریعہ قوم کی آراء پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی جائے۔

اہل قوم کے خیالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی جائے تو یہ ذریعہ کامیاب ہوتا ہے قرآن کریم نے چھوٹے چھوٹے نکتے بیان فرمائے ہیں جو حیرت انگیز طور پر وزن رکھنے والے ہیں

اور بہت ہی عظیم نکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ:۱۰) کہ اے محمدؐ تو نصیحت کرتا چلا جا، نصیحت کرتا چلا جا، کبھی مایوس نہ ہو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى کہ یہ نصیحت ضرور اثر کر کے دکھاتی ہے۔ پس رائے عامہ کو بدلنے کے لئے قومیں جو ارب ہا ارب ڈالر اور سٹرلنگ بہاتی ہیں اور ان کاموں پر اتنی دولتیں صرف کرتی ہیں یہ درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس نکتہ کا پھیلاؤ ہے ایک قطرے سے بنا ہوا سمندر ہے مگر وہ قطرہ ہے کہ جن دلوں کو وہ سمندر بنانے کے لئے آسمان سے اترا تھا۔ ان دلوں نے اسے قبول نہیں کیا غیروں کے دلوں نے ایک ایک دل نے اس کو قبول کیا اور دنیا میں اربوں انسان ایسے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں لیکن انہوں نے اپنی قومی عظمتیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حاصل کی ہیں اور بحال رکھی ہیں یہ پراپیگنڈا کی دنیا ہے مگر پروپیگنڈا کی دنیا بدنصیبی سے جھوٹے پروپیگنڈا کی دنیا ہے نصیحت تو مانی لیکن غلط کر کے مانی گھونٹ تو پیا لیکن کڑوا کر کے زہر ملا کر پیا ایسا گھونٹ ہے جو بالآخر ان قوموں کو بھی ہلاک کر دے گا۔ غیروں کو اس نے کہاں شفاء بخشنی ہے مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نصیحت اگر مسلمان پکڑ کر بیٹھ جاتے اور آج بھی وقت ہے کہ اس کو سمجھیں اور اس کے مطابق ایک عام نصیحت کی مہم جاری کریں اور ہر ملک کے باشندے اپنے ملک سے وفا کا اظہار کرتے رہیں اور اس ملک کی راؤں اور اس ملک کے خیالات کی اصلاح کی خاطر ایک مہم جاری کریں تو جماعت احمدیہ اس دور میں ایک عظیم الشان خدمت کرنے والی ہوگی جو وطن کی بھی خدمت ہوگی انسانیت کی بھی خدمت ہوگی سچائی اور حق کی خدمت ہوگی محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی خدمت ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر دنیا درست نہیں ہوسکتی ہم مذکّرین کی جماعت ہیں ہم خدائی فوج داروں کی جماعت نہیں ہیں۔ پس تلواریں لے کر دنیا کی اصلاح کا عزم لے کر نکلنے والوں کو ان کا عزم مبارک ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ ان کے خیال میں جو مبارک عزم ہے وہ خدا کی تقدیر کے نزدیک نامسعود اور نامبارک عزم ہے کیونکہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوہ نہیں ہے یہ آپ کے دشمنوں کا نسخہ تھا حضرت محمد ﷺ کو عالمی اصلاح کا جو نسخہ دیا گیا وہ تو یہی ہے کہ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى نصیحت کر اور نصیحت کرتا چلا جا کیونکہ نصیحت ضرور فائدہ پہنچاتی ہے۔ پس تمام عالم کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نصیحت کریں اور کثرت سے کریں اس سے پہلے ہم نے انگلستان

میں تجربہ کر کے دیکھا تھا اور بہت کامیاب ہوا تھا۔ احمدی بچے، عورتیں، احمدی مرد مگر زیادہ تر احمدی خواتین اور بچیوں نے اس میں حصہ لیا اور انگلستان کی رائے عامہ پر اثر انداز ہو کر دکھایا تو احمدی ہر جگہ یہ کام کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ میں جو اور اہم تعلیم آپ کو دیتا ہوں وہ دعا کی تعلیم ہے۔

دعا ہی ہے جو کمزوروں کی آواز میں طاقت پیدا کر سکتی ہے دعا ایک ایسی طاقت ہے جو ایک تنکے کو شہتیر کی طاقت عطا کر سکتی ہے اور دعا ہی سے قطرے سمندر بنا کرتے ہیں۔ آپ کی نصیحت کے قطرے بے کار جائیں گے اور اردگرد کی پیاسی زمین ان کو جذب کر کے ان کا نشان بھی باقی نہیں چھوڑے گی ہاں اگر دعا کی برکت ان کو حاصل ہوئی تو پھر ضرور سمندر بنیں گے ضرور کل عالم کی پیاس بجھانے کی صلاحیت حاصل کر لیں گے۔

پس دعاؤں کے ذریعہ اپنے ہم وطنوں کی بھی مدد کریں گے ظالموں کے ہاتھ روک کر مظلوموں کی بھی مدد کریں اور نصیحت کرتے چلے جائیں تا کہ دنیا میں سچ کا بول بالا ہو اور بالآخر انسان کو عقل آجائے۔ دنیا جتنی ترقی کر چکی ہے اتنا ہی انسان جاہل اور بے عقلا ہو چکا ہے، بڑا ہی بیوقوف ہے یہ نفرت سے کیسے مزے حاصل کر سکتے ہیں نفرت تو شیطانی کھیل ہے اس کے نتیجہ میں کوئی حقیقی دائمی لذت مل ہی نہیں سکتی ان کو پتا ہی نہیں۔ بش صاحب کا اعلان آیا ہے کہ میں چند دن ہوں دیکھنا میں انتقام لے کر چھوڑوں گا کس بات کا انتقام؟ اگر ظلم کا انتقام لینا ہے تو ساری دنیا ظلم سے بھری بیٹھی ہے پھر امریکہ بیٹھے کیا کر رہے ہو نکلو اور ایک ایک ملک سے انتقام لو اب اتنے بڑے ملک کا اتنا عظیم صدر اور کیسی جلا ہلا نہ باتیں کر رہا ہے بیچارے امریکن احمدیوں کو چاہئے کہ اس کا ہاتھ بھی ظلم سے روکیں، اس کی زبان بھی ظلم سے روکیں، اس کو سمجھائیں تو سہی کہ ہمارے بھائی ہم پر یہ ظلم نہ کرو۔ دنیا کے سامنے ہمیں ذلیل ورسوا نہ کرو۔ انتقام کیسا کس بنا پر کس برتے پر؟ یہ اسلام کے خلاف عیسائیت کا انتقام ہے یا کسی اور چیز کا؟ اگر عیسائیت کا انتقام ہے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام سے تو انتقام نہ لو آپ نے تو اور تعلیم دی تھی آپ نے تو عالمگیر بخشش کی تعلیم دی تھی، آپ نے تو یہ تعلیم دی تھی کہ کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کر دیا کرو، تمہیں تو چاہئے کہ امریکہ کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر صدام کے سامنے پیش کرو کہ یہ ہے ہمارا انتقام جو ہمارے آقا ومولا نے ہمیں سکھایا ہے بجائے اس کے کہ اس کے حصے بخرے کرنے شروع کر دو اور عملاً یہی ہو رہا ہے۔

نقشے بن چکے ہیں حقیقت میں یونائیٹڈ نیشنز کے نام پر جو غیر معمولی غیرتیں دکھائی جارہی ہیں یہ اسلئے ہیں کہ یہ عراق کے نئے نقشے بنارہے ہیں اور مغربی قومیں بحیثیت سیاسی وحدت کے تمام دنیا کا اپنے آپ کو مالک سمجھتی ہیں اور ملکیت کے اس تصور میں انہوں نے اپنا یہ پیدائشی حق سمجھا ہوا ہے کہ دنیا میں جتنے چاہیں نئے ملک بنائیں اور جتنے چاہیں پرانے ملک مٹائیں، نئے نقشے بنائیں، نئی عمارتیں تعمیر کریں یہ ہمارا حق ہے اور کسی اور کو مجال نہیں ہے کہ وہ اس کے مقابل پر احتجاج بھی کرے تو وہ نقشے بنے ہوئے ہیں وہ آہستہ آہستہ ابھرتے جائیں گے اور ظاہر ہوں گے۔

اس کے بعد دنیا کی حکومتیں ان کو تسلیم کریں گی بے قوف اسلامی حکومتیں (نعوذ باللہ) لیکن جو اسلامی کہہ رہی ہیں اور بیوقوف ہیں وہ آگے بڑھ بڑھ کر صاد کریں گی کہ ہاں ہم تسلیم کرتی ہیں ہم یہ نقشہ تسلیم کرتے ہیں اس طرح نئے ملک ابھارے جائیں گے۔ یہ سب کچھ ہورہا ہے لیکن ساتھ ساتھ ان قوموں کو سوچنا چاہئے کہ الٰہی تقدیر اپنے طور پر ایک کام کررہی ہے اور ان چیزوں کے خلاف ردعمل پیدا ہورہے ہیں اور یہ ردعمل بڑھتے چلے جائیں گے اور نفرتوں کے جو بیج بوئے جارہے ہیں ان سے نفرتوں کی کھیتی ضرور پکے گی اور کل عالم کا انسان جو پہلے ہی بے چارا مصیبتوں میں مبتلا ہے مزید مصیبتوں میں مبتلا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ طرز عمل جو آج دنیا میں اختیار کی جارہی ہیں اگر ثابت شدہ ہو کہ یہ ناانصافی پر مبنی ہے، حق اور انصاف پر مبنی نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں دنیا کا امن برباد ہوگا۔ کس طرح ہوگا آج ہوگا کل ہوگا یہ باتیں تو ابھی ظاہر ہوں گی لیکن میں یہ ایک ایسا قانون بتارہا ہوں جو سنت اللہ ہے **کیونکہ عدل کے بغیر دنیا میں انصاف قائم نہیں ہوسکتا یہ خدا کی سنت ہے جو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے کوئی نہیں ہے جو اس سنت کو تبدیل کرسکے زہر کے بیج بوئے جارہے ہیں، نفرتوں کے بیج بوئے جارہے ہیں۔** جاپان میں بھی ردعمل پیدا ہورہے ہیں جرمنی میں بھی ردعمل پیدا ہورہے ہیں دوسرے ممالک میں بھی ردعمل پیدا ہورہے ہیں۔ نئی نسلوں کے دلوں سے یہ آواز اُٹھ رہی ہے کہ جو کچھ ہورہا ہے درست نہیں ہے ان کا پروپیگنڈہ میڈیا چاہے اپنی طاقت کی وجہ سے غالب آچکا ہو اور کمزور آوازوں کو اُٹھ کر باہر نکلنے کی اور سنائی دینے کی اجات نہ ہو لیکن دلوں میں تو یہ آوازیں پیدا ہورہی ہیں اور پھر حالات بدل جاتے ہیں یہ حالات ایسے ہی نہیں رہا کرتے قانون قدرت کے خلاف ایک اور بات یہ ہے کہ دنیا میں ایک طاقت کا نقطہ اکیلا نہیں رہ سکتا یہ انسانی فطرت کے خلاف

ہے یہ سائنسی قوانین کے خلاف بات ہے ان لوگوں کو یہ کیسے سمجھایا جائے جو دنیا کی عقل و دانش کی بلندیوں پر کھڑے باقی دنیا کو بیوقوف اور ذلیل سمجھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم تو عقل و دانش اور علم کی بلندیوں سے بات کررہے ہیں دنیا کو کیا پتا عقل کیا ہوتی ہے اور ان کو اتنا بھی نہیں پتا کہ Polarization کا جو اصول ہے وہ ایک دائمی اصول ہے اس کو کوئی توڑ نہیں سکتا کوئی کاٹ نہیں سکتا اگر امریکہ نیکی کا پول قائم کرتا۔ انصاف کا پول قائم کرتا، محبتیں پھیلانے کا پول قائم کرتا، بھوکوں کے پیٹ بھرنے کا اور حقیقت میں غریب انسانیت کی مدد کا Pole قائم کرتا تو اس پول کے مقابل پر لازماً ایسا ہی ایک پول قائم ہو جاتا ہے اور پھر ایک دوسرے سے مسابقت یعنی نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی مسابقت کا ایک دور چل پڑتا ہے۔ ایک طرف امریکہ دنیا کو جیتنے کے لئے نیکیاں کررہا ہوتا ایک طرف ایک پول جاپان میں پیدا ہو جاتا اور وہ کوشش کرتا پول سے بجلی کا مرکزی نقطہ مراد ہے جو اپنے ارگرد کھینچتا بھی ہے اور اپنے سے بعض طاقتوں کو دفع بھی کرتا ہے تو نیکی کے پول کھینچتا، مراد یہ ہے کہ اگر ایسا پول ایک طرف قائم ہو تو مدّ مقابل ایک پول ضرور بنے گا خواہ اس کا مرکز یورپ بنتا خواہ اس کا مرکز جاپان بنتا یا چین بنتا ایسا پول بننا لازم تھا اب ہم کیا دیکھ رہے ہیں نفرتوں کے نتیجہ میں ایک نفرت کا پول دنیا میں دوسری طرف ضرور ظاہر ہوگا اور وہ پول امریکہ کی نفرت کا پول ہوگا۔

اس کی بنیادیں جاپان میں ڈالی جا چکی ہیں، اس کی بنیادیں چین میں قائم کر دی گئی ہیں درمیانی دنیا کے ملکوں میں بھی یہ نفرت دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یورپ میں بھی اس کی بنیادیں ڈالی جاچکی ہیں یورپ میں بالغ نظر سیاستدانوں کی ایک کھیپ ہے جو سمجھ رہی ہے کہ امریکہ کی اس قسم کی بالا دستی دنیا تسلیم نہیں کرسکتی کہ عدل کا خون کر کے امریکہ کے نام کا غلبہ دنیا پر ہو اس وقت صرف مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے کل دوسروں پر بھی ہوسکتا ہے اور ہوگا۔ اس لئے پول بنانے والا جو یہ قصہ ہے اس میں انسان کو خدا نے یہ اختیار دیا ہے کہ چاہے تو نیکی کے پول بنا لو جیسا کہ مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ:۱۴۹) اے محمد رسول اللہ ﷺ جو کوثر کے مالک ہیں سب خیرات کے جاری کرنے والے ہیں ان کے غلامو! ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا پول قائم کرو، اگر ایسا کرو گے تو دنیا میں جگہ جگہ تمہارے مقابلے، تمہاری رقابت کی خاطر ہی لوگ نیکیوں میں آگے بڑھنا شروع کر دیں گے لیکن آج جو پول قائم ہوا

ہے یہ نفرتوں کا پول ہے، یہ ظلموں کا پول ہے، انصاف کا خون کرنے کا پول ہے۔

ایسا پول اب جگہ جگہ بننے کی کوشش کرے گا نفرتیں کمزور ملکوں میں سینوں میں کس گھولیں گی اور بے چینی پیدا کر دیں گی اور جب کبھی عالمی جنگ آئی اُس وقت یہ نفرتیں ضرور سر باہر نکالیں گی اور اس وقت امریکہ کو محسوس ہوگا کہ ہم نے آئندہ مستقبل کے لئے کیا آگے بھیجا تھا جاپان میں تو ابھی سے جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک روچل پڑی ہے اسی طرح خطرہ ہے خطرہ کیا؟ مجھے تو دکھائی دے رہا ہے کہ روس میں بھی ضرور ایسا ہوگا روس کے لئے میں خصوصیت سے دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم روس کہتے ہیں تو ہماری مراد USSR کی تمام مشترکہ ریاستیں ہیں یعنی وہ علاقہ جس میں یہ ریاستیں شامل تھیں ان میں سے کچھ کٹ چکی ہیں لیکن کبھی روس سے وابستہ تھیں اس سارے علاقہ کو اردو میں روس ہی کہا جاتا ہے اور بہت سی دوسری قوموں میں بھی USSR کو روس کے نام سے جانا جاتا ہے بائیبل میں بھی روس کا ہی محاورہ ہے جو دراصل ان ساری قوموں کی اجتماعی طاقت کے لئے استعمال ہوا تھا۔

روس کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال دل سے مٹا دیں کہ کمزور ہو گیا اور ٹوٹ گیا، یہ دوبارہ ضرور ابھرے گا، روس کے اندر طاقت کی وہ اکائیاں موجود ہیں جن میں دھائیاں بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں اس وقت وہ آپ کو اکائیاں دکھائی دے رہی ہیں لیکن Potentials میں یہی بات ہوا کرتی ہے کہ Potential اگر صحیح استعمال ہو تو ایک وقت کے بعد بڑھتا ہے پھولتا پھلتا ہے اور زیادہ ہو جایا کرتا ہے۔ روس میں طاقت کی بڑی بھاری اکائیاں موجود ہیں اور گزشتہ ۷۰ سالہ اقتصادی غلطیوں کے نتیجہ میں روس کو جو نقصان پہنچا تھا یہ دائمی نقصان نہیں ہے روس نے لازماً ایک بڑی طاقت بن کر ابھرنا ہے خواہ تمام ریاستیں اکٹھی رہ کر ابھریں یا الگ الگ رہ کر، بعد ازاں دوبارہ ایک دوسرے کی طرف Gravitate کریں اور ایک دوسرے کی طرف جھکیں اور ایک بڑی وسیع پیمانے کی کنفیڈریشن بنالیں لیکن جو بھی ہوگا اس علاقے کی تقدیر میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ زمانوں میں اس نے دنیا میں ضرور اہم کردار ادا کرنے ہیں، اس لئے میں جماعت کو روس کی طرف توجہ دلاتا ہوں اس کے لئے بھی دعائیں کریں کیونکہ اس سے پہلے جب ساری دنیا میں روس کا ہوا پھیلایا جارہا تھا اور مغربی پراپیگنڈہ کے ذریعہ اس کو دنیا کی سب سے بڑی انسان دشمن طاقت کے طور پر دکھایا

جاتا تھا تو اس وقت بھی یہ روس کا ہی فیض تھا کہ غریب ملکوں کو سانس لینے کی آزادی ملی ہوئی تھی چھوٹے ہو کر بڑوں کو للکارنے کی طاقت تھی۔ یہ توفیق تھی کہ اگر ان پر ظلم ہوں تو دنیا میں علی الاعلان کہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور روس کی حمایت کا ہوا تھا جو بڑی بڑی طاقتوں کو امریکہ کو اور یورپ کی طاقتوں کو اپنے مقام پر رکھتا تھا، ان کی مجال نہیں تھی کہ اپنے مقام سے ہٹ کر آگے بڑھ کر کسی پر مزید ظلم کر سکیں، ظلم کے ہاتھ جو چل پڑتے تھے اور وہ تیر جو کمانوں سے نکل چکتے تھے ان کو بھی واپس لے لیا جاتا تھا۔ مصر میں کیا ہوا اس کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ سویز کنال کے جھگڑے کے وقت کیا قصہ ہوا اور بعد میں کیا کارروائیاں ہوئیں ان کی تفصیل بتانے کا وقت نہیں لیکن دنیا کے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو یاد ہوگا اور جن کو یاد نہیں وہ ایک دوسرے سے پوچھ لیں۔ اب مثلاً پاکستان، میں ہر ایک کو میں ساری تفصیل تو نہیں بتا سکتا لیکن جمعہ کے بعد باتیں ہوں گی تو ایک دوسرے سے پوچھیں کہ کیا ہوا تھا تو وہ آپ کو بتادیں گے کہ کیا کارروائی ہوئی تھی۔ امریکہ جھک گیا، مغرب جھک گیا، مجبور ہو گئے اور امریکہ روس سے جھکا اور امریکہ نے خود جھک کر یورپ کو جھکایا اور اسرائیل کو جھکایا اور وہ ظالمانہ کارروائی جو مصر کے خلاف کی گئی تھی اُسے واپس لینے پر مجبور کر دیا تو یہ واقعات کیوں ہوتے تھے روس کا احسان تھا۔ پس یہ احسان بالارادہ تھا یا حالات کے تقاضوں کے نتیجہ میں خود بخود ظاہر ہو رہا تھا لیکن احسان احسان ہی ہے، دنیا کو ایک قسم کا امن نصیب تھا وہ امن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ اس لئے اپنے اس محسن کو دعاؤں میں یاد رکھیں، دعائیں کریں کہ پھر خدا روس کو ایک عظیم طاقت بنادے لیکن ایسی طاقت بنائے جو اپنے ملک کے باشندوں کے لئے بہتر ثابت ہو اور دنیا کے دوسرے ملکوں کے باشندوں کے لئے بھی بہتر ثابت ہو، یہ ایسی طاقت بن کر ابھرے جو اسلام کے اس اصول کو سینے سے لگا کر اُٹھے کہ ہم نے عالمی عدل قائم کرنا ہے اور مظلوموں کی حمایت کرنی ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔

اس ضمن میں میں نے جو تحریکات پہلے کی کیں ہیں ان میں سے ایک تحریک میں آخر پر آپ کو یاد کرواتا ہوں اور خطبہ کا بقیہ حصہ جو میرے نوٹس میں ہے وہ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا میں آپ کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ روس کے نظام کی ناکامی میں صرف اشتراکی فلسفے کو دخل نہیں تھا روس کی طاقت اس لئے ٹوٹی ہے کہ اس نظام کی حفاظت کرنے والے دیانتدار نہیں رہے تھے اور نظام کے لحاظ سے اس

کے کئی پہلو ہیں۔ میں اقتصادی پہلو سے بات کر رہا ہوں یعنی نظام کے اقتصادی پہلو کے لحاظ سے اس نظام نے لازماً ناکام ہونا ہی تھا اور جب ایک اقتصادی نظام ناکام ہو اور اس کی بنیادی وجہ نظام چلانے والوں کی بڑھتی ہوئی بددیانتی ہو تو جتنی غربت ملک میں بڑھتی ہے اتنا ہی بددیانتی کا معیار ملک میں اونچا ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کی سطح بلند ہوتی چلی جاتی ہے یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا پس روس کے المیہ کا خلاصہ یہ ہے۔

ہم روس کی دو طرح سے خدمت کر سکتے ہیں۔ ایک اقتصادی بحالی کے ذریعہ جتنی بھی جماعت کو توفیق ہے۔ جماعت روس کے معاملات میں دلچسپی لے کر اور ان کے اقتصادی حالات کو سنبھالنے کے لئے حتی المقدور کوشش کر کے روس کی مدد کر سکتی ہے دوسرا اخلاقی تعلیم کے ذریعہ یہ سمجھا کر کہ آپ کی طاقت کا راز آپ کی اخلاقی قوت میں ہے۔ اگر آپ اخلاقی طور پر اپنی اصلاح کر لیں اور عالمی نوعیت کے اسلامی اخلاقی اصولوں پر قائم ہو جائیں۔ اسلام منظور ہو یا نہ ہو لیکن اسلام کے اخلاقی اصول عالمی نوعیت کے ہیں وہ مقامی حیثیت کے ہیں ہی نہیں، ان کا جغرافیائی حدود سے کوئی تعلق نہیں جو تعلیم ہے عالمی نوعیت کی ہے، پس اسلام کا نام تو لیں مگر یہ بتا کر ہم اسلام کی اس تعلیم کی بات کر رہے ہیں جو عالمی نوعیت سے تعلق رکھتی ہے وہ سب ملکوں پر یکساں اثر کرے گی اور ہر ملک کو یکساں قابل قبول ہونی چاہئے۔ یہ سمجھا کر ان کی اخلاقی بہتری کیلئے کوشش کریں ان کی راہنمائی کریں، ان کو اخلاقی اصول بتائیں، میرا تجربہ یہ ہے کہ روس میں اس وقت غیر معمولی طور پر اچھی بات سن کر قبول کرنے کی صلاحیت ہے وہ سچی بات کو سچ ہی مانتے ہیں اور جتنا مرضی مخالفانہ دباؤ ہو وہ سچ کے مقابل پر کسی دباؤ کو قبول نہیں کرتے۔ احمدیت کا پیغام ہم نے جن علاقوں میں پھیلایا ہے خدا کے فضل کے ساتھ وہاں کا ردعمل اتنا صحت مند اور اتنا حیرت انگیز ہے کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے اور خدا کے شکر سے آنکھیں بہنے لگتی ہیں ابھی روس سے ایک وفد واپس آیا ہے ان کی رپورٹ یہ تھی کہ ہم جہاں جہاں گئے ہیں وہاں احمدیت کے پیغام کو انہوں نے برحق قرار دیا اپنے لئے اچھا مفید جانا اور کھل کر اظہار کیا یہاں تک کہ ایک ملک کے نائب پریذیڈنٹ نے باقاعدہ ٹیلی ویژن پر یہ اعلان کروایا کہ یہ احمدیت کا پیغام ہے ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ یہ سچا ہے اور ہم احمدیوں کو کھلے بازوؤں سے دعوت دیتے ہیں کہ آئیں اور اس ملک میں انسانیت کی خدمت کریں اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ

انہوں نے ہر جگہ اس بات کا ذکر کیا کہ ہم وہ قوم نہیں ہیں جو سعودی یا کسی اور پیسے سے خریدی جائیں ان سعودی کوششوں کے خلاف شدید ردعمل ہے کہ جہاں مولویوں کو پیسے دے کر ان کو خریدنے یا مدرسوں کو خریدنے یا مسجدوں کے لئے تعمیری رقم دے کر مسجدوں کے متولّی بننے کی کوششیں کی گئی ہیں اور روس کی نفسیات اس وقت صاف بتا رہی ہے کہ وہ بعض اندھیروں سے روشنی میں آرہے ہیں اور بعض روشنیاں جو انہوں نے ان اندھیروں میں خود حاصل کی ہیں اور انسانی تجارب سے کمائی ہیں ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھا ہے ان کو نہیں چھوڑا۔

پس یہ وہ نفسیاتی کیفیت ہے جس میں ہر اچھی بات قبول کرنے کی صلاحیت ہے میں نے روس کو مخاطب کرتے ہوئے اوپر تلے تین مضامین لکھے ہیں اور اس کا ردّعمل یہ تھا کہ بعض مضامین سب سے زیادہ وسیع الاشاعت اخباروں نے خودشوق سے شائع کئے، اجازت لے کر شائع کئے بعض لوگوں نے وہ مضمون اپنے طور پر کتابی صورت میں شائع کر کے آگے تقسیم کئے، بعض ٹیلی ویژنز پر وہ مضامین سنائے گئے اور ابھی آخری پیغام جو میں نے بھیجا ہے اس کے متعلق بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ٹیلی ویژنز کے ذریعہ یہ پیغام سارے ملک میں نشر کیا جائے گا جو خصوصاً مخاطب تھا۔ ویسے تو سارا روس ہی مخاطب ہے یعنی سارا USSR تو انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں نیکی اور سچائی کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے خدمت کے بہت مواقع ہیں دوسرے اقتصادی لحاظ سے وہ سخت بے چینی کی حالت میں ہیں ان کے پاس بہت قدرتی دولتیں ہیں جن کو حقیقت میں صحیح رنگ میں استعمال نہیں کیا گیا اور وہ اسی طرح کھلی پڑی ہوئی ہیں کوئی انسان آئے اور ان سے فائدہ اُٹھائے لیکن وہ ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں Exploiter یعنی کسی کی کمزوری اور غربت سے فائدہ اٹھانے والی امیر قومیں آکر یہ نہ کریں ہمیں اور ہی لُوٹ مار کر ہماری دولتیں لُوٹ کر باہر ملکوں میں بھیجنا شروع کر دیں۔ اس مشکل کا بہترین حل جماعت احمدیہ ہے جو ہر قسم کے ظلم وتشدد اور لُوٹ مار کے بنیادی طور پر مخالف ہے۔

پس میں پھر جماعت کے تاجروں کو دعوت دیتا ہوں کہ ازبکستان، قازکستان، ادھر تاتارستان اور اس قسم کے جتنے بھی علاقے ہیں مسلمانوں کے، ان میں جائیں اور کثرت کے ساتھ خود ذاتی دورے کریں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کتنے مواقع ہیں۔ ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں وہاں کارخانے بنائیں، لیکن ایک نیت خدا کے لئے لے کر جائیں ان قوموں کو لوٹنے کی

خاطر نہیں جانا۔ زندہ رہنے کیلئے جو کم سے کم منافع کی ضرورت ہے اس پر اکتفا کرتے ہوئے اقتصادیات کی کایا پلٹنی ہے اور اس کے وہاں بہترین مواقع موجود ہیں۔ دیانتداری کے ساتھ قوم کی خدمت کرنی ہے اور اس خدمت کے ساتھ اس کی روحانی خدمت خود بخود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) دنیا کے مسائل تو بہت ہیں اور سب کا بوجھ ہم اپنے دلوں پر لیتے ہیں لیکن حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دل کے صدقے جس میں تمام دنیا کی انسانیت کے دل دھڑک رہے تھے۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی غلامی کے صدقے ہمارے دلوں کو بھی ویسی ہی وسعتیں عطا ہوں گی اور رفتہ رفتہ ہمارے دلوں میں بھی ساری انسانیت کے دل دھڑک کر ساری دنیا کی اصلاح کا موجب بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ